مراسلت

خورشید احمد خان یوسفی
(لاہور)

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" کا تازہ شمارہ [اکتوبر ۱۹۹۶ء] ملا --- اداریے میں تحریکِ پاکستان کے دوران میں مسیحی برادری کے کردار کے متعلق بات کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا جھکاؤ یقیناً غیر ملکی حکمرانوں کی طرف تھا۔ اس کے بعد اُن کی بہت بڑی اکثریت متحدہ ہندوستان کی حامی یعنی تقسیم کی مخالف تھی، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فطری امر تھا۔ اس دور میں پنجاب کے انڈین کرسچین طبقے کے ایک سرکردہ لیڈر دیوان بہادر ایس - پی - سنگھا (ستیہ پرکاش سنگھا) تھے۔ یہ صاحب پنجاب یونیورسٹی میں رجسٹرار کے عہدے پر متمکن تھے۔ یونیورسٹی کے قواعد کی رُو سے اس کے عہدہ داران سیاست میں عملی حصہ نہیں لے سکتے تھے۔ سنگھا صاحب الیکشن میں حصہ لینا چاہتے تھے، اس لیے ۱۹۴۵ء میں اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ اُنہوں نے ایک بیان دیا کہ میں "یونینسٹ ٹکٹ پر اسمبلی کا الیکشن لڑوں گا اور پاکستان کے قیام کے خلاف کام کر کے اپنی کمیونٹی کو منظم کروں گا۔ اُن کا یہ بیان "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں اُن کے فوٹو کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

بہرحال ان صاحب نے یونینسٹ ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور ۲۸۲۶ ووٹ لے کر کامیاب ہو گئے۔ ان کے مقابلے میں امیدوار سی - ایل - سندرداس کو ۲۵۴۱ ووٹ ملے تھے۔ اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو ملک برکت علی (مسلم لیگ) اسپیکر شپ کے لیے امیدوار تھے۔ سنگھا صاحب مقابلے میں کھڑے ہو گئے اور یونینسٹ، کانگرس اور اکالی پارٹی کی حمایت سے یہ انتخاب جیت کر اسپیکر بن گئے اور تقسیم ملک تک اس عہدے پر رہے۔---

میانوالی میں ایک مسیحی مشنری پادری عنایت مسیح صاحب ہوا کرتے تھے۔ اُنہوں نے وہاں ایک چھوٹی سی لائبریری اور ریڈنگ روم بنا رکھا تھا، جہاں میں اکثر اخبارات پڑھنے جایا کرتا تھا۔ کبھی کبھار اُن سے مطالبہ پاکستان پر بات ہوتی۔ وہ قیامِ پاکستان کے مخالف تھے۔ اُن کا کہنا یہ تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد اُن کی تبلیغی سرگرمیوں میں رکاوٹ پیدا ہونے کا امکان تھا جب کہ انگریزی دور میں سرکاری طور پر اُن کی سرپرستی کی جا رہی تھی۔ اس طرح یہ کہنا کہ مسیحی اقلیت نے قیامِ پاکستان کی حمایت کی تھی، صحیح معلوم نہیں ہوتا، اس سلسلہ میں مزید تحقیق کی جا سکتی ہے۔

●●●